چیف جسٹس آف پاکستان کی بحالی کا فیصلہ

عدلیہ کی آزادی کی سمت پہلا قدم

۲۰ر جولائی ۲۰۰۷ء پاکستان کی تاریخ کا ایک انوکھا واقعہ ظہور پذیر ہوا جس سے اقتدار پر قابض حکمرانوں کے ایوان اقتدار لرز گئے اور ان کے خیال وتصور میں بھی اس قسم کے مکمل مخالفانہ فیصلہ کی توقع پائی نہیں جاتی تھی۔ پس سر کے عادی حکمرانوں کیلئے چیف جسٹس آف پاکستان کے استعفیٰ کا انکار اور غلام عدلیہ کی یکجہتی اور وکلاء تحریک کی کامیابی یہ سب چیزیں اچنبھے کی باعث تھیں۔ بہرحال عدالت عالیہ نے حکومت پاکستان کے اُس جعلی ریفرنس کو مکمل طور پر کالعدم قرار دیا اور جناب چیف جسٹس آف پاکستان کو دوبارہ مکمل اختیارات کے ساتھ بحال کیا۔ پوری قوم اور دنیا بھر میں اس فیصلہ پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا گیا کہ پہلی بار پاکستان میں ایک آمر مطلق کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اصولاً تو ان بے حیاء اور بے غیرت حکمرانوں کو اسی دن استعفیٰ دے دینا چاہیے تھا لیکن شاید یہ پاکستان کی سیاسی روایات نہیں کہ فوجی وسیاسی حکمران احساس جرم احساس ندامت اور آئین اور سچ کے اصولوں کی خاطر خوشی خوشی استعفیٰ دیں۔ یہ طبقہ ہمیشہ کوچہ اقتدار سے رسوا ہو کر نکلا ہے یا پھر موت کے طاقتور پنجے ہی انہیں تاج وتخت سے محروم کرتے ہیں۔

بہرحال وکلاء کی اس کامیاب تحریک میں مصلحت کوش سیاسی جماعتوں کے لئے ایک بڑا پیغام ہے۔ اس کے علاوہ عدلیہ کے فیصلہ کے بعد چیف جسٹس آف پاکستان کی ذمہ داریاں بھی پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ پوری پاکستانی قوم کی توقعات اس ادارے پر مرکوز ہوگئی ہیں۔ مستقبل کے کئی اہم فیصلہ اور سوالات کے جوابات چیف جسٹس آف پاکستان کو دینے ہیں، خصوصاً گمشدہ افراد کی بازیابی کا مسئلہ، سانحہ لال مسجد کی آزادانہ تحقیقات، ۱۲ر مئی کے کراچی کے واقعات کی تحقیقات اور جنرل مشرف کی وردی اور آئندہ کے آزادانہ انتخابات کے انعقاد کے فیصلے سپریم کورٹ آف پاکستان ہی سے آنے ہیں۔ جس سے پاکستان کے آئندہ کے سیاسی مستقبل پر مثبت ومنفی دونوں طرح کے اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔ ان حالات میں پاکستانی عوام حکمرانوں اور سیاسی جماعتوں کے کردار سے سخت مایوس اور کنارہ کش ہیں۔ ان کی امیدوں کی واحد کرن سپریم کورٹ آف پاکستان ہے۔ دیکھئے کہ ان مظلوم اور پسے ہوئے طبقات کی شب دیجور کی صبح صادق طلوع ہوتی ہے کہ نہیں؟

دیکھئے پاتے ہیں عشاق بتوں سے کیا فیض
اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے ؟